کتب احادیث میں سیدنا نوح علیہ السلام کے ذاتی و شخصی احوال و وقائع کا تاریخی و تحقیقی مطالعہ

Historical and Analytical Study of the Personal Life and Incidents of Prophet Noah (AS) in Hadith Literature

Dr. Moazzam Nawaz Virk
Assistant Professor, Govt. Graduate College Civil Lines, Sheikhupura:
moazzamnawaz65@gmail.com

Abstract:
This explores in depth the personal life and significant events related to Prophet Noah (AS) as depicted in Hadith literature. It aims to provide a comprehensive historical and analytical exploration of the personal attributes, familial relations, and key incidents associated with Prophet Noah (AS). By meticulously examining various Hadith sources, this study seeks to highlight the contributions of Prophet Noah (AS) to Islamic history and his exemplary qualities as a prophet and a leader. The findings are intended to enrich the understanding of Islamic scholars and laypersons about the profound legacy of Prophet Noah (AS) as preserved in the Hadith.

Keywords: *Prophet Noah (AS)***,** *Hadith Literature***,** *Islamic History***,** *Personal Life***,** *Historical Incidents.*

تعارف

آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے: نوح بن لامک بن متوشلخ بن خنوخ (ادریس علیہ السلام) بن ہرد بن مھلاییل بن قینن بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! کیا آدم علیہ السلام نبی تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! آپ سے کلام کیا گیا۔ اس نے کہا: آپ کے درمیان اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: دس قرن۔[1]

نقد حدیث: ضعیف

[1] ابن حبان، محمد، ابو حاتم خراسانی، صحیح ابن حبان، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت، لبنان، ۲۰۰۴ء، حدیث: ۶۱۵۷

bn Ḥibbān, Muḥammad, Abū Ḥātim al-Khurāsānī, Ṣaḥīḥ Ibn Ḥibbān, maṭbūʿah Dār al-Maʿrifah, Bayrūt, Lubnān, 2004, ḥadīth 6157.

شیخ البانی نے اس کو ضعیف کہا ہے، اس روایت میں علی بن زید ضعیف راوی ہیں اور اس حدیث کا مدار بھی اسی راوی پر ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: آدم اور نوح علیہ السلام کے درمیان دس قرن تھے اور وہ سب اسلام پر تھے۔[2]

اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو اس وقت نبوت سے سرفراز فرما کر مبعوث فرمایا جب بتوں اور شیطانوں کی پوجا شروع ہو گئی اور لوگوں نے گمراہی اور کفر کا راستہ اختیار کر لیا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر رحمت فرماتے ہوئے انہیں مبعوث فرمایا۔ اس طرح وہ پہلے رسول تھے جنہیں زمین والوں کی طرف بھیجا گیا۔ قیامت کے دن میدان محشر میں کھڑے ہوئے لوگ بھی اُن سے یہی بات کہیں گے۔[3]

نقد حدیث: صحیح

شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس کو امام بخاریؒ نے سورۃ نوح کی آیت مبارکہ کی تفسیر میں ذکر فرمائی ہے:

﴿وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا﴾[4]

"کہنے لگے کہ اپنے معبودوں کو ہر گز نہ چھوڑنا اور ودّ اور سواع اور یغوث اور نسر کو کبھی ترک نہ کرنا۔"

"یہ نوح علیہ السلام کی قوم کے بعض نیک آدمیوں کے نام ہیں جب وہ فوت ہو گئے تو شیطان نے ان کی قوم کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ جہاں وہ حضرات بیٹھا کرتے تھے وہاں بت بنا کر رکھ دو اور ان کے وہی نام رکھ دو جو ان بزرگوں کے تھے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس وقت بتوں کی پوجا نہیں ہوئی۔ جب وہ لوگ فوت ہو گئے اور علم مٹ گیا

---

[2] ابن کثیر، عماد الدین، البدایہ والنہایہ، دار ابن حزم، بیروت، لبنان، ۱۹۹۸ء، ج۱، ص ۹۴

Ibn Kathīr, ʿImād al-Dīn, al-Bidāyah wa al-Nihāyah, Dār Ibn Ḥazm, Bayrūt, Lubnān, 1998, j. 1, p. 94.

[3] بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، صحیح البخاری، دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان، س ن، کتاب احادیث الانبیاء، حدیث: ۳۳۴۰

Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, Abū ʿAbd Allāh, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Dār al-Kitāb al-ʿArabī, Bayrūt, Lubnān, s.n., Kitāb Aḥādīth al-Anbiyāʾ, ḥadīth 3340.

[4] نوح ۷۱ : ۲۳

Nūḥ 71:23

تب ان کی پوجا ہونے لگی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نوح علیہ السلام کی قوم کے یہی بت بعد میں عرب میں پوجے گئے۔"[5]

نقد حدیث: صحیح

محقق ایمن صالح شعبان نے اس کو صحیح کہا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں محمد بن قیاس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ حضرات آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیان زمانہ کے اولیائے کرام تھے۔ ان کے کچھ پیروکار بھی تھے، جو ان کے طریقے پر چلتے تھے۔ جب وہ فوت ہوگئے تو ان کے (عقیدت مند) پیروکاروں نے کہا: اگر ہم ان کی تصویریں بنالیں تو ان کی یاد کی وجہ سے ہمیں عبادت کا شوق زیادہ ہو گا۔ چنانچہ انہوں نے ان کی تصویریں بنائیں۔ جب یہ (تصویریں بنانے والے افراد) فوت ہوگئے اور ان کی جگہ دوسرے لوگ آگئے تو ابلیس نے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ تمہارے باپ دادا ان اولیائے کرام کی عبادت کیا کرتے تھے اور انہی کی وجہ سے انہیں بارش ملتی تھی۔ چنانچہ ان لوگوں نے ان کی عبادت شروع کر دی۔[6]

اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ جب طویل زمانہ گزر گیا تو انہوں نے تصویروں کی جگہ مجسم بت بنا لیے تاکہ زیادہ دیر تک قائم رہ سکیں۔ بعد میں ان کی عبادت ہونے لگی۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے حبشہ میں جو گرجا دیکھا تھا اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ اس کا نام "ماریہ" تھا۔ انہوں نے اس کی خوبصورتی کا ذکر کیا اور اس میں جو تصویریں تھیں ان کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی فوت ہوجاتا تھا تو اس کی قبر پر مسجد (عبادت گاہ) تعمیر کرتے تھے اور اس میں یہ تصویریں بناتے تھے۔ اللہ کے ہاں یہ لوگ مخلوقات میں بدترین ہیں۔[7]

---

[5] صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق، حدیث: ۴۹۲۰

Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Tafsīr, Bāb Wādā wa-lā Suwāʿā wa-lā Yaghūth wa-Yaʿūq, ḥadīth 4920.

[6] طبری، محمد بن جریر، ابو جعفر، تفسیر طبری (جامع البیان)، دار المعرفہ، بیروت، لبنان، ۱۴۰۹ھ، ج ۱۴، ص ۱۲۲، تفسیر سورۃ نوح، آیت: ۲۳-۲۴

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, Abū Jaʿfar, Tafsīr al-Ṭabarī (Jāmiʿ al-Bayān), Dār al-Maʿrifah, Bayrūt, Lubnān, 1409 AH, j. 14, p. 122, Tafsīr Sūrat Nūḥ, āyah 23-24.

[7] صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب ھل تنبش قبور مشرک الجاھلیۃ، حدیث: ۴۲۷

نقد حدیث: صحیح

شیخ البانی نے اس کو صحیح کہا ہے۔

نوح علیہ السلام کی قوم کو دعوتِ توحید:

جب زمین میں خرابی پھیل گئی اور بت پرستی کی وباعام ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے اور اپنے رسول سیدنا نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، جو ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلانے لگے جس کا کوئی شریک نہیں اور اس کے سوا ہر چیز کی عبادت سے منع کرنے لگے۔

چنانچہ آپ پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف بھیجا۔ آپ نے قوم کی طرف سے انتہائی سخت اور ناقابل برداشت رویے کے باوجود بڑے حوصلے اور صبر کے ساتھ انہیں سمجھانے اور غور و فکر کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

﴿أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ﴾[8]

"تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو مجھے تو تم پر دردناک دن کے عذاب کا خوف ہے۔"

قرآن و حدیث کے مطابق سیدنا نوح علیہ السلام نے لوگوں کو ہر طرح تبلیغ کی۔ رات بھی اور دن کو بھی، تنہائی میں بھی اور اعلانیہ بھی، ترغیب کے ذریعے سے بھی اور ترہیب کے ذریعے سے بھی۔ لیکن کوئی طریقہ کارگر نہ ہوا بلکہ اکثر لوگ گمراہی، سرکشی اور بت پرستی پر اڑے رہے۔ ہر وقت آپ سے دشمنی کرتے رہتے۔ آپ کو اور آپ پر ایمان لانے والوں کو برا بھلا کہتے رہے۔ انہیں شہید کر دینے اور جلاوطن کر دینے کی دھمکیاں دیتے رہے۔ ان کی بے عزتی کرتے اور زیادہ سے زیادہ تکلیفیں دیتے رہے۔ ایک قوم کے مطابق یہ افراد کمزور لوگ تھے، جیسے ہرقل نے کہا:

"کمزور ہی رسولوں کی پیروی کرنے والے ہوتے ہیں۔"[9]

نقد حدیث: صحیح

---

aḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Ṣalāh, Bāb Hal Yunbashu Qubūr al-Mushrikīn al-Jāhilīyah, Ḥadīth 427.

[8] ہود ۱۱: ۲۶

Hūd 11:26

[9] صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی، حدیث:۷

Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb Bidāʾ al-Waḥy, Bāb Kayfa Kāna Bidāʾ al-Waḥy, Ḥadīth 7.

شیخ البانی نے اس کو صحیح لکھا ہے اور کہا کہ یہ مراسیل صحابہ میں سے ایک ہے اور اس کو جمہور اہل سنت و حدیث نے قبول کیا ہے۔

دنیا میں کفر و عناد قوم نوح علیہ السلام کا شیوہ تھا۔ قیامت کے دن بھی وہ جھوٹ بولتے ہوئے یہ دعویٰ کریں گے ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا۔

صحیح بخاری کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"سیدنا نوح علیہ السلام اور ان کی امت حاضر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو نے میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے: ہاں یارب! اللہ تعالیٰ ان کی امت سے فرمائے گا: کیا انہوں نے تم لوگوں کو میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے: نہیں۔ ہمارے پاس تو کوئی نبی نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے فرمائے گا: تیرا گواہ کون ہے؟ وہ عرض کریں گے: محمد ﷺ اور ان کی امت۔ تب ہم گواہی دیں گے کہ نوح علیہ السلام نے تبلیغ کی تھی۔ اس آیت مبارکہ میں اس طرف اشارہ ہے:

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾[10]

"اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر تم پر گواہ بنیں۔"[11]

نقد حدیث: صحیح

شیخ البانی نے اس کو صحیح کہا ہے۔

یہ امت اپنے سچے نبی کی گواہی کی بنیاد پر گواہی دے گی کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو حق دے کر مبعوث فرمایا اور انہوں نے اپنی قوم کو بہترین اور کامل ترین انداز سے تبلیغ کی۔ انہیں ہر اس کام کا حکم دیا جس سے انہیں دینی فائدہ حاصل ہوا اور اس کام سے منع فرمایا جس سے ان کی دینی حالت کو نقصان پہنچتا ہو۔

تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی یہی شان اور یہی کیفیت رہی ہے۔ وہ تو اپنی قوم پر اتنی شفقت کرنے والے تھے کہ اپنی قوم کو دجال سے متنبہ فرمایا حالانکہ ان کے زمانے میں اس کے ظاہر ہونے کی توقع نہیں تھی۔ حضرت

---

[10] البقرہ ۲ : ۱۴۳

al-Baqarah 2:143

[11] صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ عزوجل: ولقد ارسلنا نوحا الی قومه، حدیث:۳۳۳۹
Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb Aḥādīth al-Anbiyāʾ, Bāb Qawl Allāh ʿAzza wa Jall: Wa la-qad arsalnā Nūḥan ilā qawmihi, Ḥadīth 3339.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق حمد و ثنا فرمائی۔ پھر دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: میں تمہیں اس سے متنبہ کرتا ہوں، ہر نبی نے اپنی قوم سے بیان فرمائی۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ دجال کانا ہے اور تمہارا رب یک چشم نہیں۔[12]

نقد حدیث: حسن

شیخ البانی نے اس کو حسن کہا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا عَنْ الدَّجَّالِ مَا حَدَّثَ بِهِ نَبِيٌّ قَوْمَهُ إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّهُ يَجِيءُ مَعَهُ بِمِثَالِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَالَّتِي يَقُولُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ وَإِنِّي أُنْذِرُكُمْ كَمَا أَنْذَرَ بِهِ نُوحٌ قَوْمَهُ))[13]

نقد حدیث: حسن

شیخ البانی نے اس کو حسن کہا ہے۔

''کیا میں تمہیں دجال کے بارے میں وہ بات نہ بتاؤں جو کسی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی؟ وہ کانا ہے، وہ اپنے ساتھ جھوٹ موٹ کی جنت اور جہنم لائے گا جس کو وہ جنت کہے گا وہ (حقیقت میں) آگ ہو گی۔ میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں جیسے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس سے متنبہ کیا تھا۔''

حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ کشتی تین سو ہاتھ لمبی اور پچاس ہاتھ چوڑی تھی۔ میں نے تورات میں اسی طرح لکھا ہوا دیکھا ہے۔ ان سب نے اس کی بلندی تیس ذراع ذکر کی ہے۔ اس کی تین منزلیں تھیں۔ ہر منزل دس ہاتھ بلند تھی۔ نچلی منزل مویشیوں اور جنگلی جانوروں کے لیے تھی، درمیانی منزل انسانوں کے لیے اور بالائی منزل پرندوں کے لیے تھے، اس کا دروازہ چوڑائی میں تھا اور اس کے اوپر ایک ایک چھت تھی۔[14]

---

[12] صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ عزوجل: ولقد ارسلنا نوحا الی قومه، حدیث:۳۳۳۷
Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb Aḥādīth al-Anbiyāʾ, Bāb Qawl Allāh ʿAzza wa Jall: Wa la-qad arsalnā Nūḥan ilā qawmihi, Ḥadīth 3337.

[13] صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ عزوجل: ولقد ارسلنا نوحا الی قومه ،حدیث:۳۳۳۸
Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb Aḥādīth al-Anbiyāʾ, Bāb Qawl Allāh ʿAzza wa Jall: Wa la-qad arsalnā Nūḥan ilā qawmihi, Ḥadīth 3338.

[14] تفسیر ابن کثیر، تفسیر سورۃ ھود، آیت:۳۷

Tafsīr Ibn Kathīr, Tafsīr Sūrat Hūd, Āyah 37.

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا جب عذاب شروع ہو جائے تو ہر جانور اور جاندار کا ایک ایک جوڑا کشتی میں سوار کر لیں تا کہ اس کی نسل باقی رہے اور اپنے گھر کے افراد کو بھی سوار کر لیں۔

﴿حَتَّى إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ﴾[15]

آیت میں مذکور لفظ "تنور" سے اکثر علماء نے سطح زمین مراد لی ہے، یعنی زمین کے ہر حصے سے پانی نکلنے لگا یعنی آگ والے تنوروں سے بھی پانی نکلنا شروع ہو گیا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تنور سے مراد ساری زمین سے پانی نکلنے لگا۔

جمہور علمائے سلف کا یہی موقف ہے۔[16]

طوفان نوح علیہ السلام کی کیفیت اور نوح علیہ السلام کے بیٹے کی غرقابی:

﴿وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ﴾[17]

"اور وہ ان کو لے کر لہروں میں چلنے لگی (لہریں کیا تھیں) گویا کہ پہاڑ تھے۔"

اس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ایسی شدید بارش نازل فرمائی جو زمین پر اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی نہ بعد میں کبھی ہو گی۔

یوں لگتا تھا کہ جیسے مشکوں کے منہ کھول دیے گئے ہوں اور اللہ کے حکم سے زمین پر ہر راستے اور قطعے سے پانی پھوٹنے لگا تھا۔

بعض مفسرین نے لکھا ہے: پانی بلند ترین پہاڑ سے بھی پندرہ ہاتھ بلند تھا۔ بائبل میں یہی لکھا ہوا ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پانی کثرت سے نکل آیا۔ یعنی مشرق سے مغرب تک ساری زمین کے طول و عرض میں، میدانوں، پہاڑوں، صحراؤں اور چٹیل میدانوں میں ہر جگہ آیا۔ جس کے نتیجے میں ہر زندہ چیز ہلاک ہو گئی۔[18]

---

[15] ھود ۱۱ : ۴۰

Hūd 11:40

[16] تفسیر ابن کثیر، سورہ ھود، آیت: ۴۰

Tafsīr Ibn Kathīr, Sūrat Hūd, Āyah 40.

[17] ھود ۱۱ : ۴۲

Hūd 11:42

نوح علیہ السلام کا بیٹا یام بعض علماء نے اس کا نام کنعان بتایا ہے وہ سام، حام اور یافث کا بھائی تھا وہ کافر اور فاسق تھا، اس نے اپنے والد کا سچا دین قبول نہ کیا، اس لیے ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہو گیا۔ جب کہ آپ کے دین و مذہب کو قبول کرنے والے نجات پا گئے حالانکہ وہ ان سے نسبی تعلق نہیں رکھتے تھے۔

جب زمین پر کوئی ایسا انسان باقی نہ رہا جو اللہ کے سوا کسی کی عبادت کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا اپنا پانی نگل لے اور آسمان کو حکم دیا کہ بارش برسانا بند کر دے۔

چنانچہ پانی اترنے لگا اور مجرموں کو وہ سزا مل گئی جس کا اللہ نے فیصلہ کر رکھا تھا۔ وہ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے اللہ کی رحمت و مغفرت سے محروم رہے۔

جب زمین کی سطح سے پانی خشک ہو گیا اور زمین پر رہنا اور چلنا پھرنا ممکن ہو گیا تو نوح علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ کشتی سے اتر آئیں جو طویل عرصہ پانی میں چلتی رہی تھی اور آخر کار مشہور پہاڑ "جودی" پر ٹھہر گئی۔

سیدنا نوح علیہ السلام کی اولاد اور ان کی اپنے بیٹوں کو وصیت:

آج کل زمین میں انسانوں کی جتنی اقوام ہیں سب نوح علیہ السلام کے بیٹوں سام، حام اور یافث کی طرف منسوب ہیں۔

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے، سام، حام اور یافث، ان تینوں کے تین تین بیٹے تھے: سام کی نسل سے عربی، فارسی اور رومی وجود میں آئے۔ یافث کی نسل سے ترک، صقالبہ اور یاجوج ماجوج پیدا ہوئے اور حام کی نسل سے قبطی، سوڈانی اور بربر اقوام ہیں۔[19]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک بدو آیا اس نے سیجان (شام کے ایک شہر) کا بنا ہوا جُبَّہ پہنا ہوا تھا جس کو ریشم کے بنے ہوئے بٹن لگے تھے۔ اس نے کہا: "تم لوگوں کا ساتھی (محمد ﷺ) شہسواروں کی اولاد شہسواروں (جدی پشتی معزز لوگوں کو) ذلیل کر دینا چاہتا ہے اور گڈریوں کی اولاد گڈریوں کو بلند کر دینا چاہتا ہے۔" نبی ﷺ نے اس کا جبّہ، گریبان سے پکڑ کر فرمایا: "تجھے بے

---

[18] تفسیر طبری، ج ۱۴، ص ۶۷، تفسیر سورۃ الحاقہ، آیت: ۱۱

Tafsīr al-Ṭabarī, Juzʾ 14, Ṣafḥah 67, Tafsīr Sūrat al-Ḥāqqah, Āyah 11.

[19] مبارکپوری، عبد الرحمٰن، تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی، مطبوعہ بیت الافکار الدولیہ، عمان، اُردن، س ن، ج ۹، ص ۸۰

Mubārakpūrī, ʿAbd al-Raḥmān, Tuhfat al-Aḥwadhī Sharḥ Jāmiʿ al-Tirmidhī, Maṭbūʿah Bayt al-Afkār al-Dawlīyah, ʿAmmān, Urdun, s.n., Juzʾ 9, Ṣafḥah 80.

عقلوں کالباس پہنے ہوئے دیکھ رہاہوں۔" پھر فرمایا: جب نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا: میں تجھے ایک نصیحت کر تا ہوں، میں تجھے دو کام کرنے کا حکم دیتا ہوں اور دو کاموں سے منع کر تا ہوں۔
میں تجھے لا الہ الا اللہ اختیار کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ اگر ترازو کے ایک پلڑے میں ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں رکھ دی جائیں اور دوسرے پلڑے میں لا الہ الا اللہ رکھا جائے تو لا الہ الا اللہ والا پلڑا جھک جائے گا۔ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک بند حلقہ بن جائیں تو لا الہ الا اللہ انہیں جدا جدا کر دے گا اور میں تجھے سبحان اللہ وبحمدہ پڑھنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ یہ ہر مخلوق کی تسبیح ہے اور اسی کی برکت سے مخلوق کو رزق ملتا ہے اور میں تجھے شرک اور تکبر سے منع کر تا ہوں۔
میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اس شرک سے تو ہم واقف ہیں لیکن تکبر کا کیا مطلب ہے؟ کیا یہ بات تکبر ہے کہ کسی کے جوتے اچھے ہوں، جن کے تسمے خوبصورت ہوں؟ فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: کیا یہ تکبر ہے کہ کسی کے پاس حُلّہ (چادروں کا جوڑا) ہو اور وہ اسے پہن لے؟ فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: یا یہ ہے کہ کسی کے پاس سواری کے لیے جانور ہو؟ فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: یا یہ کہ کسی کے دوست ہوں جو اس کے پاس بیٹھتے ہوں؟ فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! پھر تکبر ہوتا کیا ہے؟ فرمایا: حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا۔[20]

نقد حدیث: صحیح

محقق شعیب ارنؤوط نے اس کو صحیح کہا ہے اور کہا کہ صقعب بن زہیر سے بہت سوں نے روایت کیا ہے۔ اور امام ابو زرعہ نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے۔
نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے والوں کی کثرت فقیر اور کمزور لوگوں کی تھی اور آپ ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کی اکثریت کا تعلق معاشرے کے اشراف طبقہ سے تھا۔ اس بدو نے اسی چیز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بات کی۔

خلاصۂ بحث:

سیدنا نوح علیہ السلام توحید الٰہی کے پہلے داعی ہیں۔ سب سے پہلے آپ کی قوم نے بزرگوں کے بت بنا کر ان کی پوجا شروع کی۔ آپ نے ساڑھے نو سو سال تک اس مشرک قوم کو توحید کی دعوت دی۔ اور ان کی طرف سے ملنے والی ایذا

---

[20] ابن حنبل، احمد، ابو عبد اللہ، مسند احمد، بیت الافکار، عمان، اُردن، ۲۰۰۴ء، ج ۲، ص ۱۷۰۔ حدیث: ۶۵۸۳
Ibn Ḥanbal, Aḥmad, Abū ʿAbd Allāh, Musnad Aḥmad, Bayt al-Afkār, ʿAmmān, Urdun, 2004, Juzʾ 2, Ṣafḥah 170, Ḥadīth 6583.

اور مصائب پر نہایت صبر و تحمل سے کام لیا۔ داعیان توحید و رسالت کے لیے ان کی زندگی میں شاندار اسوہ حسنہ ہے۔ آپ کی زندگی اور تاریخی دعوت سے توحید کا مطالعہ کرنے والے کو نیا عزم، یقین محکم اور تازہ ولولہ نصیب ہوتا ہے۔ آپ نے قوم کی تلخ و تند سوالات اور بد تہذیبی کا جواب ہمیشہ نرمی، مہربانی اور شیریں زبان سے دیا۔ قوم کے جھٹلانے، گمراہ کہنے، غریب پیروکاروں پر طعن و تشنیع کا اور رؤسائے قوم کی بد زبانیوں کا جواب اس میٹھے انداز میں دیا، آپ کی بیوی اور بیٹا ایمان نہ لائے۔ اور بالآخر آپ کی آنکھوں کے سامنے کافروں کے ساتھ غرقاب ہوگئے۔ آپ نے یہ دکھ بھی نہایت حوصلے اور پامردی سے برداشت کیا، اس طرح تا قیامت آنے والے داعیاں حق کے لیے راہ حق میں آنے والے مصائب پر صبر و تحمل کا انمول اسوہ چھوڑ گئے۔

سیدنا نوح علیہ السلام کے قصے قرآن مجید نے متعدد علمی اور سائنسی علوم کی نقاب کشائی کی ہے جن کی تصدیق آج کے جدید علوم اور تحقیقات سے ہو رہی ہے۔ یعنی جن علوم و معارف سے دنیا آج متعارف ہو رہی ہے اور ان کو جدید تحقیقات کا نام دیا جارہا ہے قرآن مجید ساڑھے چودہ سو سال قبل ہی ان کی خبر دے چکا ہے۔

﴿وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا﴾[21]

"اور ان میں چاند کو خوب جگمگاتا بنایا ہے اور سورج کو روشن چراغ بنایا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے اس ارشاد مبارک میں سورج کو دہکتے ہوئے روشن چراغ سے تشبیہ دی ہے۔ یعنی ایسا چراغ جو تیل وغیرہ سے جلایا جائے۔ ایسے چراغ کی روشنی ذاتی ہوتی ہے۔ جدید سائنسی تحقیقات نے ثابت کیا ہے کہ سورج شعلہ زن گیسوں کا مجموعہ ہے۔ اس طرح آج کا جدید علم قرآنی علوم ہی کی حقانیت پر مہر تصدیق ثبت کر دیا ہے کہ سورج ایک شعلہ زن چراغ ہے جس کی روشنی داخلی دھماکوں کی وجہ سے ہے۔

نوح علیہ السلام کے قصے سے ان کے معاشرے کے طبقاتی نظام کا علم حاصل ہے۔ ایک طبقہ امراء، رؤسا اور غنی لوگوں کا ہے جبکہ دوسرا طبقہ غرباء مساکین اور محنت و مشقت کرنے والوں کا ہے۔

نوح علیہ السلام کے دور کی طبقاتی کشمکش آج بھی عروج پر ہے لہٰذا آج بھی ایسے رؤساء کی کمی نہیں جو غربا کے ساتھ اسلامی محافل میں شرکت کو اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ ایسے اغنیاء کی بھی کوئی قلت نہیں جو زکوٰۃ کو ٹیکس سے بدتر، حج کو

---

[21] نوح ۷۱ : ۱۶

Nūḥ 71:16

خواہ مخواہ کا سفر اور تکان، روزے کو غرباء پر واجب اور نماز کو انتہائی ناقابل عمل خیال کرتے ہیں جبکہ غرباء کا تقویٰ اور ایمان آج بھی قابل تحسین ہے

نوح علیہ السلام کے قصے سے پتہ چلتا ہے کہ قرابت داری خواہ کتنی ہی گہری مضبوط کیوں نہ ہو۔ ایمان باللہ کی قائم مقام نہیں ہو سکتی بلکہ ہر شخص اپنے قول و فعل کا ذمہ دار ہے۔ اگر وہ ایمان نہیں لاتا اور اللہ تعالیٰ کے باغیوں کے ساتھ رہنا پسند کرتا ہے تو پھر ناکامی و نامرادی اس کا مقدر ٹھہرے گی سیدنا نوح علیہ السلام کا صلبی بیٹا اور شریک حیات ایمان کی دولت سے محروم ہو کر کافر قوم کے ساتھ ہی غرقاب ہو جاتے ہیں جبکہ ایمان لانے والے اجنبی دنیا و آخرت کی سعادت مندی سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔

نوح علیہ السلام کی طویل جدوجہد، اور مسلسل دعوت توحید کے باوجود صرف ۸۰ افراد ایمان لائے۔ اور باقی کفر و شرک، عناد، ضد اور فخر و غرور ہی میں غرق رہے۔ اس مبارک جدوجہد، اور دن رات کی محنت شاقہ کے باوجود اتنے کم افراد کا ایمان لانا، داعیان توحید کے لیے، ہرگز پریشانی کا باعث نہیں ہے اس سے نہ ان کے حوصلے پست ہوتے ہیں اور نہ ان کا عزم ماند پڑتا ہے، بلکہ ان کی ہمتیں جواں رہتی ہیں اور وہ ہمیشہ ایک نئے ولولے اور امنگ سے اپنا مشن جاری رکھتے ہیں۔

سیدنا نوح علیہ السلام کے قصے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب کفار پر اتمامِ حجت ہو جائے ان کی سرکشی اور بدمعاشی حد سے بڑھ جائے اور مومن مغلوب ہو جائیں تو کفار کے خلاف بددعا کی جا سکتی ہے۔

آپ کا بیٹا کافروں کے ساتھ رہنے سہنے کی وجہ سے ایمان قبول نہ کر سکا اور کافروں کے عقائد و اعمال پر کاربند ہو گیا۔ ان کی بری صحبت اس کے لیے زہر قاتل ثابت ہوئی اور اس کا انجام ذلت و رسوائی کی صورت میں نکلا۔ لہٰذا ہمیشہ بری صحبت سے اجتناب کرنا چاہیے اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے۔

رسول اکرم ﷺ نے نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے نیز برے لوگوں کی صحبت سے ڈراتے ہوئے خوبصورت مثال بیان فرمائی ہے۔

((إِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ، وَالْجَلِيسِ السَّوْءِ، كَحَامِلِ الْمِسْكِ، وَنَافِخِ الْكِيرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ: إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِيرِ: إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً "))[22]

نقد حدیث: صحیح

شیخ البانی نے اس کو صحیح لکھا ہے۔

''نیک ساتھی اور بُرے ساتھی کی مثال کستوری بیچنے والے اور بھٹی میں پھونکیں مارنے والی کی سی ہے۔ کستوری بیچنے والا تمہیں تحفہ میں (خوشبو) دے گا تم اس سے خرید لوگے یا تمہیں اس سے بہترین خوشبو آئے گی۔ جبکہ بھٹی میں پھونکیں مارنے والا (آگ جلانے والا) یا تو تمہارے کپڑے جلائے گا یا تمہیں اس سے بدترین بو آئے گی۔''

اس لیے نیک لوگوں سے تعلقات استوار کرنے چاہییں جبکہ برے لوگوں کی محفل و مجلس سے کنارہ کش رہنا چاہیے کہ اسی میں دین و دنیا کی عافیت مضمر ہے۔

نتیجہ بحث

سیدنا نوح علیہ السلام توحید الٰہی کے پہلے داعی ہیں۔ سب سے پہلے آپ کی قوم نے بزرگوں کے بت بنا کر ان کی پوجا شروع کی۔ آپ نے ساڑھے نو سو سال تک اس مشرک قوم کو توحید کی دعوت دی۔ اور ان کی طرف سے ملنے والی ایذا اور مصائب پر نہایت صبر و تحمل سے کام لیا۔ داعیان توحید و رسالت کے لیے ان کی زندگی میں شاندار اسوہ حسنہ ہے۔ آپ کی زندگی اور تاریخی دعوت سے توحید کا مطالعہ کرنے والے کو نیا عزم، یقین محکم اور تازہ ولولہ نصیب ہوتا ہے۔ آپ نے قوم کی تلخ و تند سوالات اور بدتہذیبی کا جواب ہمیشہ نرمی، مہربانی اور شیریں زبان سے دیا۔ قوم کے جھٹلانے، گمراہ کہنے، غریب پیروکاروں پر طعن و تشنیع کا اور رؤسائے قوم کی بدزبانیوں کا جواب اس میٹھے انداز میں دیا، آپ کی بیوی اور بیٹا ایمان نہ لائے۔ اور بالآخر آپ کی آنکھوں کے سامنے کافروں کے ساتھ غرقاب ہوگئے۔ آپ نے یہ دکھ بھی نہایت حوصلے اور پامردی سے برداشت کیا، اس طرح تا قیامت آنے والے داعیان حق کے لیے راہ حق میں آنے والے مصائب پر صبر و تحمل کا انمول اسوہ چھوڑ گئے۔

---

[22] قشیری، ابو الحسین، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب استحباب مجالسۃ، دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان، ۲۰۰۸ء حدیث:۲۶۲۸

Qushayrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn al-Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Birr wa al-Ṣilah, Bāb Istiḥbāb Majālisah, Dār al-Kitāb al-ʿArabī, Bayrūt, Lubnān, 2008, Ḥadīth 2628.

نوح علیہ السلام کے قصے سے ان کے معاشرے کے طبقاتی نظام کا علم حاصل ہے۔ ایک طبقہ امراء، رؤسا اور غنی لوگوں کا ہے جبکہ دوسرا طبقہ غرباء مساکین اور محنت ومشقت کرنے والوں کا ہے۔

نوح علیہ السلام کے دور کی طبقاتی کشمکش آج بھی عروج پر ہے لہٰذا آج بھی ایسے رؤساء کی کمی نہیں جو غربا کے ساتھ اسلامی محافل میں شرکت کو اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ ایسے اغنیاء کی بھی کوئی قلت نہیں جو زکوٰۃ کو ٹیکس سے بدتر، حج کو خواہ مخواہ کا سفر اور تکان، روزے کو غرباء پر واجب اور نماز کو انتہائی ناقابل عمل خیال کرتے ہیں جبکہ غرباء کا تقویٰ اور ایمان آج بھی قابل تحسین ہے

نوح علیہ السلام کے قصے سے پتہ چلتا ہے کہ قرابت داری خواہ کتنی ہی گہری مضبوط کیوں نہ ہو۔ ایمان باللہ کی قائم مقام نہیں ہو سکتی بلکہ ہر شخص اپنے قول وفعل کا ذمہ دار ہے۔ اگر وہ ایمان نہیں لاتا اور اللہ تعالیٰ کے باغیوں کے ساتھ رہنا پسند کرتا ہے تو پھر ناکامی ونامرادی اس کا مقدر ٹھہرے گی سیدنا نوح علیہ السلام کا صلبی بیٹا اور شریک حیات ایمان کی دولت سے محروم ہو کر کافر قوم کے ساتھ ہی غرقاب ہو جاتے ہیں جبکہ ایمان لانے والے اجنبی دنیا و آخرت کی سعادت مندی سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔

نوح علیہ السلام کی طویل جدوجہد، اور مسلسل دعوت توحید کے باوجود صرف ۸۰ افراد ایمان لائے۔ اور باقی کفر و شرک، عناد، ضد اور فخر وغرور ہی میں غرق رہے۔ اس مبارک جدوجہد، اور دن رات کی محنت شاقہ کے باوجود اتنے کم افراد کا ایمان لانا، داعیان توحید کے لیے، ہرگز پریشانی کا باعث نہیں ہے اس سے نہ ان کے حوصلے پست ہوتے ہیں اور نہ ان کا عزم ماند پڑتا ہے، بلکہ ان کی ہمتیں جواں رہتی ہیں اور وہ ہمیشہ ایک نئے ولولے اور امنگ سے اپنا مشن جاری رکھتے ہیں۔